نمبر ۱۱۲ | مورخہ ۱۷ جون ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۹ محرم ۱۳۴۹ ہجری | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ گلے کو بھی نسبتاً آرام ہے۔

جو وفد گورنر پنجاب سے ملاقات کے لئے شملہ گیا تھا۔ وہ اہم معاملات ملکی پر گفتگو کرنے کے بعد واپس آگیا ہے۔

جناب چودہری فتح محمد صاحب ایم۔ اے ناظر دعوۃ و تبلیغ جو پشاور تشریف لے گئے تھے۔ ۱۴ جون واپس تشریف لے آئے۔

برادر محترم قاضی محمد علی صاحب نوشہروی کا مقدمہ ۱۲-۱۳-۱۴ جون کو پیش ہوا۔ جس میں مستری عبد الکریم کا بیان ہوا۔ اگلی پیشی ۲۵ جون مقرر ہوئی۔

۱۴ جون رات کو سخت آندھی کے بعد اچھی بارش ہوئی۔ بیان ابھی ختم نہیں ہوئی۔ بیان مکمل ہونے پر شائع

سائمن رپورٹ کے حصہ اول کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کی رائے

کلکتہ کے ایک نمائندہ نے سائمن رپورٹ کے حصہ اول کے متعلق رائے معلوم کرنے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ حضور نے فرمایا۔

کمیشن اور گول میز کانفرنس

سائمن کمیشن کی رپورٹ کے پہلے حصہ کی بناء پر اس کے متعلق کوئی مستقل رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ وہ محض ایک خاکہ ہے۔ لیکن اگر کمیشن کی سفارشات واقعات پر مبنی ہیں۔ جیسا کہ اس میں بیان کیا گیا ہے۔ تو یہ امر ظاہر ہے۔ کہ ممبران کمیشن نے اس امر کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس ان کی سفارشات میں کوئی اہم تبدیلیاں نہ کرسکے۔ رپورٹ میں جس احتیاط سے انہوں نے واقعات کو ترتیب دیا ہے۔ ان کے لحاظ سے مجھے یقین ہے۔ کہ کمشنروں کے دل میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا خیال غالب رہا ہے۔ جہاں تک میری نگاہ کام کرتی ہے۔ بعض پہلوؤں میں کمیشن ہندوستان کے لئے اس سے بہت زیادہ آزادی کی سفارش کریگا جسے عام طور پر انگریز لوگ مناسب خیال کرتے ہیں لیکن بعض دوسرے پہلوؤں میں اس کی سفارشات معتدل خیال کے ہندوستانیوں کے مطالبات سے بھی کم ہوں گی۔

مسلمانوں کے مطالبات

مسلمانوں کے مطالبات کے متعلق حضور نے فرمایا۔ میرے خیال میں کمیشن نے ان پر پورے طور سے غور کیا ہے لیکن اس بات کا افسوس ہے۔ کہ ایک نہایت اہم سوال جو کہ فیڈرل طریق حکومت کے متعلق ہے۔ اس پر بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ مسلمانوں

کی تمام جماعتوں نے اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہ اس طرز حکومت کے قیام کے بغیر مسلمانوں کے حقوق پوری طرح محفوظ نہیں ہو سکتے۔

رپورٹ کے بین السطور مضمون سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ بنگال کے مسلمان کمیشن سے ضرور کچھ نہ کچھ لینگے۔ لیکن پنجاب کے مسلمانوں کے مطالبات کو پورے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ اور باہم جمعاونڈ ٹیبل کانفرنس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ جس کے لئے مسلمانوں کو نہایت سرگرمی سے تیاری کرنی چاہیئے۔

ملک فیروز خاں صاحب کی دعوت

اس سلسلہ میں حضور نے ملک فیروز خاں صاحب نون وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ پنجاب کی اس دعوت کا ذکر فرمایا جو انہوں نے تمام ہندوستان کے مسلم با اثر لیڈروں کو جولائی کے پہلے ہفتہ میں شملہ میں جمع ہونے کے لئے بھیجی ہے۔ تا سائمن رپورٹ پر غور کیا جا سکے۔ ملک صاحب نے حضور کو بھی لکھا ہے۔ کہ اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے اپنے اثر کو کام میں لائیں۔ اور اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر مسلمان لیڈروں کو اپیل کریں کہ وہ اس پر جلدی لبیک کہیں۔ اور کسی امر کو بھی اس راہ میں حائل نہ ہونے دیں۔

حضور نے فرمایا۔ ملک صاحب اس تجویز کی وجہ سے تمام مسلمانوں کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اور میرے نزدیک صحیح نقطہ نگاہ صرف مسلم حقوق کی حفاظت کا ہی سوال نہیں۔ بلکہ پُر امن ملک کی ترقی کے لئے بھی یہ امر ضروری ہے۔ اس کا تقاضا ہے۔ کہ مسلمان رپورٹ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ مسلمانوں کی ترقی کا بہت حد تک انحصار اس روش پر ہوگا۔ جو وہ اب اختیار کریں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس امر پر افسوس کیا کہ کمیشن نے اسلامی تعلیم سمجھنے کے بغیر پردہ کے خلاف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اگرچہ وہ بالواسطہ ہے۔

رپورٹ کا دوسرا حصہ شائع ہونے کے بعد حضور کی طرف سے اس پر ایک باقاعدہ تبصرہ شائع ہونے کی توقع ہے۔

موجودہ ملکی حالات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبے

جماعت احمدیہ لدھیانہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۰ء چھپوا کر لوگوں میں تقسیم کیا۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ حضور کو جب اس امر کی اطلاع وہاں کے سیکرٹری جماعت شیخ محمد شفیع صاحب نے دی۔ تو حضور نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور خواہش ظاہر فرمائی کہ دوسرے دوست اور انجمنیں بھی اگر ہمت کریں۔ تو مفید ہوگا۔

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح۔

شاردا ایکٹ کے متعلق گورنر پنجاب کی خدمت میں

نظارت امور خارجہ قادیان کا مشورہ

جناب! میں امام جماعت احمدیہ کی ہدایت کے مطابق جناب کی توجہ کو ایک ضروری امر کی طرف پھیرتے ہوئے امید کرتا ہوں۔ کہ جناب اس وقت کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس طرف خاص توجہ فرمائیں گے۔ امام جماعت احمدیہ نے ایک خط ہز ایکسیلنسی دی وائسرائے کو لکھا تھا۔ جس میں ان کی توجہ علاوہ اور امور کے انہوں نے ساردا ایکٹ کی طرف بھی پھرائی تھی۔ اور درخواست کی تھی۔ کہ موجودہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ آف انڈیا کو ساردا ایکٹ منسوخ کر دینا چاہیئے۔ اس کے جواب میں ہز ایکسیلنسی تحریر فرماتے ہیں:-

"ساردا ایکٹ کے متعلق آپ کی رائے کو ہز ایکسیلنسی نے خاص دلچسپی سے پڑھا ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ایک مذہبی جماعت کے امام کی طرف سے اس بارہ میں جو خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ وہ خاص توجہ کے مستحق ہیں۔ چنانچہ گورنمنٹ آف انڈیا نے حال ہی میں لوکل گورنمنٹوں سے ساردا ایکٹ اور بعض دوسرے پرائیویٹ قانونی مسودات کے متعلق جو اسمبلی کے ممبروں کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں۔ یا مسودہ کی صورت میں آچکے ہیں مشورہ طلب کیا ہے اور ان کی طرف سے جوابات آنے پر اس سوال پر پوری احتیاط کے ساتھ غور کیا جائیگا۔"

اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہز ایکسیلنسی نے کمال دانائی سے کام لے کر اس معاملہ کو صوبوں کی گورنمنٹوں کے استصواب کے لئے بھجوایا ہے۔ اور اسی ضمن میں مجھے یہ خط جناب کی طرف لکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ تمدنی اصلاح ملکی ترقی کا ایک بڑا جزو ہے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں کہ جناب اس امر سے ناواقف نہیں ہوں گے۔ کہ بچپن کی شادی کی مرض زیادہ تر ہندوؤں میں ہے اور اس کا زیادہ تر برا اثر بھی انہی پر پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ بیوہ کی شادی کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور ایسی لڑکیاں اگر بیوہ ہو جائیں تو ساری عمر سوسائٹی پر بار بن کر رہ جاتی ہیں۔ مسلمانوں میں بچپن کی شادی کا بہت کم رواج ہے۔ اور پھر ان کے ہاں بیوہ کی شادی کی نہ صرف یہ کہ اجازت ہے بلکہ اس کا حکم ہے اس لئے اکثر مسلمان اس بد رسم کے اثرات سے محفوظ ہیں۔ قطع نظر اس کے خود اسلام کی تعلیم ایسی ہے جو بچپن کی شادی کے مخالف ہے۔ اور اس میں خاص طور پر یہ زور دیا گیا ہے۔ کہ (۱) شادی کرنیوالے مرد و عورت ایسے بالغ ہونے چاہئیں۔ کہ اس فعل کے حُسن و قبح کو سمجھ سکیں۔ اور اپنے عمر بھر کے ساتھی کو پسند کرنے کی قابلیت رکھتے ہوں۔ (۲) اگر کسی مجبوری کی وجہ سے بچپن میں نکاح کرنا بھی پڑے۔ تو لڑکی کو بالغ ہوتے پر حق ہے۔ کہ وہ اپنے نکاح کو منسوخ قرار دیدے۔ اور اس بارہ میں اس کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ اس قانون کی موجودگی میں کسی نئے قانون کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اسلام کی تعلیم سے واقفیت ہی اس عیب سے مسلمانوں کو بچا سکتی ہے۔ برخلاف اس کے جو لوگ مذہبًا بچپن کی شادی کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور جن کے ہاں مذہبًا اس شادی کا عمر بھر کے لئے پابندی ہے وہ بے شک ایک پرانے قانون کو منسوخ کرانے کے لئے ایک نئے قانون کے محتاج ہیں۔ اور محض تمدنی تحریکیں یا مذہب کی واقفیت انہیں اس مصیبت سے آزاد نہیں کرا سکتیں۔

پس ان حالات میں جبکہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا حصہ اس قانون کا مخالف ہے۔ اگر ایسے مسلمانوں کے حق میں منسوخ کر دیا جائے۔ تو اس کا تمدنی طور پر چنداں نقصان نہ ہوگا۔ لیکن سیاسی طور پر اس کا بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ کیونکہ اس قانون کی بنا پر جمعیۃ العلماء نے کانگرس سے ملنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس سے جوش دلا کر سرحد پر شورش کروائی گئی ہے۔

امام جماعت احمدیہ یہ سمجھتے ہیں کہ شورش پسند لوگ اس کے منسوخ ہونے پر کوئی اور حربہ تلاش کرلیں گے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کی شورش ملک کو اس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ جس قدر کہ عوام الناس کا ان سے اشتراک۔ اور اس کے منسوخ ہونے سے عام مسلمانوں کے بھڑکانے کا کوئی خاص ذریعہ ان کے ہاتھ میں نہیں رہتا اور کانگرس کے مخالف مسلمانوں کا ہاتھ مضبوط ہو جاتا ہے۔

میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی مخالفت اس قانون سے بے وجہ نہیں۔ ان کا تعلیم یافتہ طبقہ اس قانون کا مخالف اسلئے نہیں۔ کہ اسلام کا حکم ہے کہ بچپن میں شادی کردینی ضروری ہے۔ بلکہ اس لئے مخالف ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اکثریت کو اجازت دیدی جائے۔ کہ اس طرح تمدنی معاملات کے متعلق قوانین پاس کرکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جون سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

سائمن رپورٹ کے حصہ اول پر تبصرہ

(۱)

سائمن کمیشن کی رپورٹ کا پہلا حصہ شایع ہوگیا ہے جس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ

"یہ تبصرہ ابتدا سے آخر تک اس احتیاط سے لکھا گیا ہے۔ کہ آئندہ سفارشات کے متعلق کوئی اشارہ یا تحریری رائے اس سے ظاہر نہ ہوسکے"۔

جب مفصل رپورٹ میں اس "احتیاط" سے کام لیا گیا ہے تو اس کا جو خلاصہ سرکاری طور پر اخبارات میں شایع ہوا ہے اس کی بناء پر کوئی قطعی رائے قایم کرنا بہت مشکل امر ہے تاہم ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ وقت کے اس نہایت اہم مسئلہ کے متعلق اظہار رائے کیا جائے۔

عقلمندانہ کارروائی

ہمارے نزدیک کمیشن نے یہ بہت عمدہ اور عقلمندانہ کارروائی کی ہے کہ اپنی رپورٹ دو حصوں میں منقسم کرکے اس کا پہلا حصہ پہلے شایع کر دیا ہے۔ اگر دونوں حصے اکٹھے شایع کئے جاتے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ دوسرے حصہ کی اہمیت کی وجہ سے لوگ پہلے حصہ کو نظر انداز کر دیتے اور رپورٹ کے نقطہ نگاہ سے پہلا حصہ جسے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ وقت اور ضرورت کے لحاظ سے دوسرے حصہ پر لوگوں کے متوجہ ہو جانے کے باعث توجہ سے گر جاتا۔ لیکن اب پہلے حصہ کو علیحدہ اور پہلے شایع کرکے خصوصیت کے ساتھ اس کی طرف لوگوں کی توجہ پھیر دی گئی ہے۔

پہلے حصہ کو پہلے شایع کرنے کی وجہ

خود کمیشن نے اس حصہ کو پہلے شایع کرنے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ

"ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کے مسایل بہت پیچیدہ اور اہم ہیں۔ اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ لوگ موجودہ حالت پر جو ہماری سفارشات کی بنیاد ہے۔ غور کرنے کے بغیر ہماری تجاویز پر بحث و مباحثہ شروع کردیں۔ اور اگر وہ واقعات جو پہلی جلد میں درج ہیں حق بجانب اور معقول ثابت ہوئے تو ہم خیال کرتے ہیں کہ ہماری سفارشات بھی جو دوسری جلد میں درج ہیں دانشمندانہ اور ضروری خیال کی جائیں گی۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ آخری حل تک پہنچنے کے لئے ہم حتی الامکان ہندوستانی معاملات کے اصولی مسایل کے متعلق زیادہ سے زیادہ ممکن اتحاد عمل حاصل کریں"۔

یہ بنیاد جو کمیشن نے قایم کی ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ کمیشن بعض ایسی سفارشات کرنے والا ہے جو عام طور پر اہل انگلینڈ کے لئے قابل قبول نہ ہوں گی۔ کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ کمیشن کی رپورٹ ہندوستان کی رائے عامہ پر کوئی اثر نہیں پیدا کرسکتی۔ اس لئے یہ تو خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ کمیشن کی رپورٹ کا پہلا حصہ اس لئے پہلے شایع کیا گیا کہ اس کے پڑھنے سے اہل ہند یہ تسلی پا جائیں کہ جو کچھ کمیشن نے ان کے لئے تجویز کیا ہے اس سے زائد کچھ نہ ملنا چاہیئے۔ اور یہ بھی امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ کمیشن کا یہ منشاء ہے کہ انگلستان کی آبادی رپورٹ کا پہلا حصہ پڑھ لے تا وہ کمیشن پر یہ اعتراض نہ کرے کہ اس نے اہل ہند کو زیادہ حقوق کیوں نہیں دیئے۔ کیونکہ انگلستان کی آبادی زائد حق دینے کے لئے طبعی طور پر آمادہ نہیں سمجھی جا سکتی۔

پس ان پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کمیشن اپنے خیال میں بعض ایسی سفارشات کرنیوالا تھا۔ جو کہ اہل انگلستان کے نزدیک قابل قبول نہ ہونگی اس لئے اس نے سفارشات کے بنیادی حصہ کو پہلے شایع کر دیا تاکہ انگلستان کی آبادی کمیشن کی ان تجاویز کو دیکھ کر جو بظاہر حد سے زیادہ فراخدلی پر مبنی نظر آئیں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے۔

ہندوستانی فوج کے متعلق کمیشن کی رائے

اس بات کی مزید تائید کمیشن کی اس رائے سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ہندوستان کی فوج کے متعلق ظاہر کی ہے۔ کمیشن اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ بغیر فوج کو معقول طور پر ہندوستانی فوج بنا دینے کے اہل ہند ہندوستان میں اپنی حکومت کا احساس نہیں کر سکتے۔ چنانچہ کمیشن لکھتا ہے۔

"ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ برطانیہ اس بات کا ثبوت دے۔ کہ وہ فوج میں اس قسم کی تبدیلیاں کرنے میں امداد دینے کا عملی طور پر آرزومند ہے کیونکہ آخری منزل کا حصول جس کے بغیر ہندوستانی سیاست دان مطمئن نہیں ہو سکتے ضروری ہے۔ یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ برطانیہ میں بھرتی کی گئی۔ فوجیں جن کے افسر بھی برطانی ہوں۔ آئندہ ہندوستان میں صرف مالی فائدہ کی غرض سے رہیں گی ان افواج کا آخری اقتدار ہندوستانی وزارت جنگ کے ہاتھ میں ہوگا یا ایسی ہندوستانی کابینہ کے ماتحت ہوگا جسے اسمبلی منتخب کرے گی ہندوستانی قوم پرست ہندوستان کی آئینی ترقی کے سلسلہ میں ہندوستان کے فوجی مسئلہ کو زیادہ اہمیت دینے میں حق بجانب ہیں"۔

جو کمیشن اپنی رپورٹ میں ہندوستان میں ہونیوالے تغیرات کی ابتدائی قسط میں فوج کو اس طرح ہندوستانی رنگ دینے کا محرک ہے اس کے متعلق یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ دوسرے امور میں ہندوستان کو کوئی معتد بہ حقوق دینے کی سفارش نہیں کریگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کی آئینی ترقی کے رستہ میں جو روکیں ہیں کمیشن نے ان پر جس شدومد سے زور دیا ہے اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ کمیشن کی رپورٹ کا سفارشات کا حصہ ہندوستان کے تعلیمیافتہ انتہا پسند لوگوں کی منشاء کے مطابق نہیں ہوگا اور ہندوستانی حکومت کو یکدم ہندوستانیوں کے ہاتھ میں دے دینے کا مطالبہ جو اہل ہند کی طرف سے پیش ہے اس کی کمیشن سفارش نہیں کریگا۔

ہندو مسلم اختلافات

وہ حد بندیاں جو ہندوستان کی آزادی پر قائم کی جائیں گی ان کا صحیح اندازہ ابھی نہیں لگایا جا سکتا۔ لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرکزی حکومت کے ہاتھ میں بہت سے اختیارات رکھے جائیں گے۔ کیونکہ کمیشن نے ہندو مسلمانوں کے اختلافات پر ایک خاص رنگ میں زور دیا ہے چنانچہ اس امر کی تردید کرتے ہوئے کہ "ہندو مسلم اختلافات یورپین ممالک میں ان کے مذہبی اقتدار کی جداگانہ نوعیت کے باعث ہیں" لکھا ہے

"نسل کے اختلافات۔ نظام قانون کی جداگانہ نوعیت اور باہمی شادیوں کا فقدان زیادہ مؤثر روکاوٹیں ہیں۔ ہر جگہ معاشرتی رسوم اور اقتصادی معاملہ میں بنیادی اختلافات موجود ہیں اگرچہ معمولی معاملات میں ہمسایوں کی مروت موجود ہے لیکن باہمی مذہبی دشمنی آج بھی بدستور قایم ہے۔ گو دونوں قوموں کے نیک دل انسان ہندو مسلم اتحاد کو ترقی دینے کے لئے تمام کوششیں عمل میں لاتے ہیں لیکن ان دونوں فریقوں کی رقابت اور اختلافات فوری ترقی کے لئے سخت روکاوٹ بنے ہوتے ہیں"

ایک دوسرے موقعہ پر لکھا ہے۔

"ہندو مسلم تنازعات کے متعلق ارکان کمیشن کا خیال ہے کہ حکام پولیس کی متواتر نگہداشت اور دونوں اقوام کے رہنماؤں کی سرگرم کوششوں کے باوجود فرقہ وار فسادات کا فوری باعث تقریباً ہمیشہ مذہبی امور ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے جب کسی دنیوی مفاد کے معاملہ میں جذبات مشتعل ہوجاتے ہیں۔ تو آتش فساد پر تیل ڈالنے کے لئے مذہبی جوش سامنے آجاتے ہیں۔ اور فریقین اس موقعہ پر فائدہ اٹھانے میں پہلو تہی نہیں کرتے"۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ ہندو مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں

کو ملک کی آزادی میں بہت بڑی روک قرار دیا جا رہا ہے۔ اس صورت میں جو پابندیاں عاید کی جائینگی۔ وہ یقیناً کڑی ہونگی ؞

ناظم صاحب جمعیۃ العلماء پر حملہ

ہمیں یہ معلوم کرکے بہت افسوس ہؤا۔ کہ بمبئی میں جمعیۃ العلماء دہلی کے ناظم مولوی احمد سعید صاحب پر چند لوگوں نے حملہ کرکے زدوکوب کرنے کی کوشش کی۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ حملہ آور اپنے مذموم مقصد میں پوری طرح کامیاب نہ ہوئے اور مولوی صاحب موصوف بہت جلد ڈاکٹر گوری کی کوٹھی میں پہنچکر پناہ گزین ہو گئے۔ لیکن حملہ آور خواہ کوئی ہوں نہایت ہی مذمت اور نفرت کے قابل ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ناظم صاحب کی وہ روش اس حملہ کا موجب ہوئی ہے جو انہوں نے مسلمانوں کے سیاسی اور ملکی مفاد کو نظر انداز کرکے کانگرس کی حمایت میں اختیار کر رکھی ہے اور مسلمانوں کا کانگرس میں شریک ہونا مذہباً ضروری قرار دے رہے ہیں۔

اگر یہی وجہ ہو۔ تو بھی متشددانہ حملہ نہایت ہی شرمناک فعل ہے اور ہر شریف انسان کو اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے اختلاف رائے کو خواہ وہ مذہبی امور میں ہو یا سیاسی معاملات میں برداشت نہ کرنا اور اس کی وجہ سے مخالف کی جان و مال اور عزت آبرو کو خطرہ میں ڈالنا نہایت معیوب بات ہے۔ اور مسلمانوں کی موجودہ تباہ حالی اور بربادی بہت کچھ اسی کی رہین منت ہے۔ جب تک مسلمان اس پہلو سے اپنی اصلاح نہ کریں گے تباہیوں اور بربادیوں کا شکار ہوتے رہیں گے۔

کاش وہ لوگ جو مسلمانوں کی راہنمائی کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر رکھتے ہیں۔ جن میں جمعیۃ العلماء کے ارکان خاص طور پر شامل ہیں۔ نہ صرف اپنے اقوال سے بلکہ افعال سے بھی اختلاف رائے کو برداشت کرنا اور آپس میں رواداری سے کام لینا سکھائیں ؞

غیر مسلموں کو مسلمان بنانیکی رپورٹیں

آریہ اور عیسائی جاہل مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی جو کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ ان کا بہت قلیل حصہ پبلک میں لاتے ہیں اور وہ بھی کسی خاص ضرورت اور مصلحت کے ماتحت۔ ان کے اس طریق عمل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ مسلمان غفلت کی نیند سوتے رہتے ہیں اور وہ اپنا کام بغیر کسی قسم کی رکاوٹ کے اطمینان سے کرتے رہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ان لوگوں کی جو مسلمانوں میں سے غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں یہ حالت ہے کہ کچھ کرنے سے قبل ہی شور برپا کر دیتے ہیں۔ اور پھر اپنی کارگذاری کی جو رپورٹیں اخبارات میں شائع کراتے ہیں ان میں اعداد و شمار پیش کرنے میں بڑی فراخدلی سے کام لیتے ہیں لیکن یہ بتلانے کی "تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ کہ کہاں اور کس جگہ اس قدر" ہندو مشرف باسلام ہوئے"۔ حال میں ایک "جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام" کی طرف سے اخبارات میں اسی رنگ کا اعلان بڑے طمطراق سے شائع ہو رہا ہے جس میں ۲۴۷ اور ۲۹۰ نفوس کے دائرہ اسلام میں اضافہ کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ ہی دوسرا فقرہ یہ ہے۔ کہ "مسلمانوں کے لئے بے حد ضروری ہے کہ وہ اس انجمن کو نہایت گرمجوشی کے ساتھ مالی امداد بہم پہنچائیں"۔

ہمارے نزدیک نہ صرف مالی امداد حاصل کرنے کا یہ طریق موزوں نہیں۔ بلکہ تبلیغ اسلام کی حقیقی کوششوں میں بھی سخت روکاوٹ ڈالتا ہے۔ اگر اپنی مساعی کا نتیجہ پیش کرنا ہو تو صرف اعداد لکھ دینے کی بجائے ضروری تفصیلات بھی دینی چاہئیں ؞

شاردا ایکٹ اور ہندو

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے مکتوب کے جواب میں وائسرائے ہند نے شاردا ایکٹ کے متعلق جو بیان دیا ہے وہ جہاں مسلمانوں کے لئے بہت بڑی حد تک اطمینان اور تسلی کا موجب ہؤا ہے وہاں ہندوؤں کے لئے سخت "تکلیف دہ اور رنج افزا ثابت ہو رہا ہے۔ مگر اس کی وجہ سمجھنے سے ہم قطعاً قاصر ہیں۔ اگر گورنمنٹ مسلمانوں کو شاردا ایکٹ سے مستثنے کر دے تو اس میں ہندوؤں کا کیا نقصان ہے۔ موجودہ ذہنیت کے لحاظ سے تو انہیں خوش ہونا چاہیئے کہ مسلمان شاردا ایکٹ کے فیوض سے محروم رہنے کی وجہ سے نقصان میں رہیں گے اور ہندو فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن نظر یہ آ رہا ہے کہ ادھر وائسرائے ہند کے الفاظ شائع ہوئے اور ادھر ہندوؤں میں آگ سی لگ گئی اور ہندو اخبار نہایت غیر شریفانہ طرز پر اس کے خلاف لکھ رہے ہیں ؞

ہندو اخبارات کی بیہودہ سرائی

دہلی کا مشہور کانگرسی اخبار "ہندوستان ٹائمز آف انڈیا" لکھتا ہے

"بہت ممکن ہے کہ قانون منسوخ کر دیا جائے اگر ایسا نہ بھی ہؤا تو پھر بھی مسلمانوں کے لئے کم از کم یہ ضرور منسوخ قرار دے دیا جائیگا کل ہی کا ذکر ہے کہ امام جماعت احمدیہ کو وائسرائے ہند نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حکومت ہند اس قانون اور اس کے سلسلہ میں بعض زیر غور مسودات اسمبلی کے متعلق مقامی حکومتوں سے مشورہ کر رہی ہے اس میں کلام نہیں کہ حکومت ہند مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کی سر توڑ کوشش کر رہی ہے تاکہ قومی تحریک کو کچل دیا جائے یہ ظاہر بات ہے کہ حکومت کا ارادہ یہ ہے کہ اس قانون سے مسلمانوں کو مستثنے قرار دیکر مسلمانان ہند کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لے۔ بیشک حکومت مسلمانوں سے دادوستد میں مصروف ہے لیکن یہ دادوستد نہایت ناپاک اور شیطانی ہے۔ ان افعال کے خلاف ہم کو زیادہ زور شور سے صدائے احتجاج بلند کرنی چاہیئے"۔

ایک اور آریہ اخبار "پرکاش" ۱۵ جون لکھتا ہے:۔

"جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے اس ایکٹ کی تنسیخ کا بھی امکان ہے کیونکہ احمدیوں کے امام کے جواب میں وائسرائے نے کہا تھا کہ اس کے متعلق گورنمنٹ ہند لوکل گورنمنٹوں سے مشورہ کر رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قومی تحریک کی وجہ سے گورنمنٹ اسوقت بہت پریشان ہو رہی ہے اس لئے عین ممکن ہے کہ اس پریشانی کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت میں وہ ان کی مرضی کے مطابق اس ایکٹ میں ترمیم یا تنسیخ منظور کر لے۔ لیکن اگر گورنمنٹ نے ایسا کیا تو یہ ایسی بات ہوگی جس کے خلاف زبردست پروٹسٹ کیا جانا چاہیئے"۔

مسلمانوں کے ان خیر خواہوں سے ہم گذارش کریں گے۔ کہ ان کی اس قسم کی حرکات یقین دلا رہی ہیں کہ وہ ایک طرف تو گورنمنٹ سے مسلمانوں کے خلاف حرکات کرا کر مسلمانوں کو مشتعل کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں کو گورنمنٹ کے خلاف بھڑکاتے رہتے ہیں جس کی غرض یہ ہے کہ وہ خود فائدہ اٹھائیں لیکن اب مسلمان ان کے داؤ میں نہیں آسکتے ؞

فوج میں آریہ سماجی

پرکاش (۱۵ جون) کے ذریعہ یہ راز منکشف ہؤا ہے۔ کہ پشاور میں جن سپاہیوں نے اپنے افسروں کی حکم عدولی کی تھی۔ جنہیں بغاوت کے جرم میں سزا دی گئی ہے۔ ان کے سرغنے آریہ سماجی سپاہی تھے۔ اگرچہ وکیل صفائی کی درخواست پر اس حصہ شہادت کو مثل پر نہیں لایا گیا۔ لیکن حکومت کے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ کہ فوجیوں کے لئے آریہ سماجی عقائد کیا اثر رکھتے ہیں۔ اور کیا ان عقائد کے لوگوں کا فوجوں میں بھرتی ہونا خطرہ سے خالی ہے؟

جمعیۃ العلماء کی سول نافرمانی

جمعیۃ العلماء کے ناظم صاحب نے اخبارات میں ایک اعلان شائع کرایا ہے۔ جس میں مسلمانوں کو کانگرس میں شامل ہونے اور اس کے قانون شکنی کے پروگرام کو کامیاب بنانے کی تلقین کی ہے خاص کر کھدر کا لباس پہننے کی تبلیغ کرنے اور شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ اس کام کے لئے ہر جگہ کے مسلمانوں کو خود کمیٹیاں قائم کرکے یہ کام شروع کرانے کی ہدایت

سائمن رپورٹ کے حصہ اوّل کا خلاصہ

اہم ملکی مسائل پر اظہار رائے

(۲)

داخلی اور خارجی مدافعت کا مسئلہ

مدافعت کی ممکن اطراف کا حوالہ دیتے ہوئے کمشنر صاحبان رقمطراز ہیں۔ کہ جہاں تک اندرونی قیام امن کا تعلق ہے۔ خود مختار ہندوستان کی افواج کا ظاہراً اولین فرض ہے۔ کہ وہ اسے قائم رکھیں۔ اور ان افواج کی بھرتی کا بوجھ ظاہراً اور لازماً ہندوستانی محصول دہندگان ہی کے سر پڑتا ہے۔ لیکن بیرونی مدافعت کے دو پہلو ہیں۔ جو تنہا ہندوستان ہی سے وابستہ نہیں۔ بلکہ تمام قلمرو کے وقار اور اقتدار پر بھی اثر انداز اور عام امپیریل پالسی سے وابستہ ہیں۔

حکومت اور ہندوستانی مدبروں کو انتباہ

آخر میں کمشنر صاحبان لکھتے ہیں۔ کہ ہم اس موقعہ پر دو گونہ انتباہ کرتے ہیں۔ ایک طرف تو ہم برطانیہ کو متنبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ ہندوستان کے موجودہ فوجی نظام کو غیر معین عرصہ تک مقدس اور ناقابل ترمیم خیال نہیں کر سکتی۔ بلکہ اسے چاہئے۔ کہ ایسے تصفیہ کی عملی سعی کرے۔ جو ممکن ہے۔ دوسری جانب ہم ہندوستانی مدبروں کو متنبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ حکومت خود اختیاری کے لئے موجودہ نظام کو صرف اسی حالت میں ترمیم کرا سکتے ہیں کہ وہ بھی حقیقی واقعات کا مقابلہ کرنے کے لئے اتحاد عمل کریں۔ اور یاد رکھیں۔ کہ وہ لوگ جو مزید غور و خوض کا موقعہ دے رہے ہیں۔ وہ صرف رکاوٹیں ہی پیدا کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہندوستانی مقاصد کی دوستانہ امداد کر رہے ہیں۔

مزید کمیشن مقرر کرنے کی عدم ضرورت

رپورٹ کے دوسرے حصہ میں موجودہ نظام حکومت کی بناوٹ پر بحث کی گئی ہے۔ جس میں وہ اصول بھی شامل ہیں۔ جن پر صوبجات مرکزی حکومت اور بالآخر دفتر ہند میں نفاذ اصلاحات کی بنیاد قائم ہے۔ آئندہ کے لئے وقتاً فوقتاً کمیشنوں کے تقرر کی تجویز کا حوالہ دیتے ہوئے ارکان کمیشن لکھتے ہیں۔ کہ مانٹفورڈ رپورٹ کی اس تجویز کی قانون حکومت ہند کے الفاظ میں تصدیق نہیں کی گئی۔ اور ہم آئندہ موقعہ پر اس ضرورت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرینگے۔

کہ اب ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ پہلے ہی قانون کے ذریعہ سے آئینی مسائل پر از سر نو غور کرنے کی تاریخیں مقرر کر دی جائیں۔ اور بار بار کمیشن نہ مقرر کئے جائیں۔

حقوق رائے دہی کا معیار

رپورٹ کے تیسرے حصہ میں نافذ شدہ اصلاحات کے مطابق دستور اساسی کی عملی کارگزاری پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں طریق انتخاب صوبجاتی دستور اساسی اور مرکزی حکومت کے طریق کار پر غور کیا گیا ہے۔ صوبجاتی معاملات پر مرکزی اقتدار کو زیر بحث لانے کے بعد انڈیا کونسل اور وزیر ہند کی ذمہ داریوں پر بحث کی گئی ہے۔ دراصلاحات کے پیش نظر شدہ کے بعد سیاسیات کی رفتار پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اگرچہ خواہش یہ تھی۔ کہ صوبجاتی کونسلوں کے لئے حقوق رائے دہی کو جہاں تک ممکن الوقوع ہے۔ وسعت دی جائے لیکن حکمرانی کی مشکلات اور ان رکاوٹوں کی وجہ سے جو وسیع پیمانہ پر پھیلی ہوئی ناخواندگی سے پیدا ہو رہی ہیں۔ ووٹروں کی تعداد کو محدود کرنا پڑا۔ جائداد کی قابلیت کے معیار کو سب پر غلبہ رہا۔ اور بعض اوقات آبادی کے بعض فرقوں کے لئے ووٹوں کا اجارہ دیدینے سے حقوق رائے دہی سے بعض طبقات کو خارج کرنا پڑا۔ موخر الذکر طبقات میں تقریباً تمام عورتیں اور غربا کا عام طبقہ اول درجہ پر ہے۔ بعض علاقوں میں نوے فیصدی ووٹر غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ باوجود اس کے درج شدہ رائے دہندگان کی کل تعداد ان بالغ مردوں کی تعداد سے جن کا اندراج مردم شماری میں تعلیم یافتہ اشخاص کے زمرے میں کیا گیا ہے۔ کم ہے۔ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ کہ بہت سے تعلیم یافتہ اشخاص بھی حقوق رائے دہی کے معیار میں نہیں آ سکتے۔ کمشنروں کا خیال ہے۔ کہ دولت اور لوگوں کی اصولی حالت کا پاس رکھنے سے حقوق رائے دہی میں یکایک اس قدر وسیع پیمانہ پر زیادتی ہو جائیگی جو نہ تو قابل عمل ہوگی۔ اور نہ نظام حکومت کے لئے اس کا انتظام ممکن ہو سکے گا:۔

حلقہ ہائے انتخابات کی حیرت انگیز وسعت

اس کے بعد صوبجاتی مجالس قانون ساز کے بعض حلقہ ہائے انتخابات کی حیرت انگیز وسعت کا ذکر کیا گیا ہے۔ عام اضلاع میں بعض مستثنیات کے ساتھ امیدوار آزادانہ طور پر کھڑے ہوتے تقریباً ہمہ گیر طریقہ یہ رہا ہے۔ کہ امیدوار اپنی ذاتی ذمہ واری پر انتخاب کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ ووٹروں اور ارکان کے درمیان رابطہ اتحاد کی عدم موجودگی کے متعلق کمشنر صاحبان لکھتے ہیں۔ کہ اگر مستقل رابطہ اتحاد قائم کرنا منظور ہے۔ تو سب سے ضروری بات یہ ہے۔ کہ حقیقی سیاسی ذمہ واری پیدا کی جائے۔ اس قسم کی مخلوط نوعیت کی کونسلوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ ایسی مجالس قانون ساز قائم ہو گئیں کہ ان میں برطانیہ عظمیٰ کے نقطہ خیال کے مطابق سیاسی جماعتوں کا قیام تقریباً ناممکن ہو گیا۔ اور بلاشبہ اس کی کوشش بھی شاذ ہی کی گئی۔ بہت سی جماعتیں جن کی ہیئت ترکیبی مجموعہ ارکان اور قیادت میں خوشنما تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ اکثر اوقات محض فرقہ وار اصول پر قائم ہوئیں۔ اور اگرچہ ان کی فرقہ وارانہ نوعیت سے انکار کیا گیا۔ لیکن درحقیقت ان کا رجحان فرقہ پرستی کی جانب بہت زیادہ رہا۔

سوراجسٹ پارٹی بھی فرقہ پرست ہے

صرف ایک جماعت فی الحقیقت اچھے طریقہ پر منظم اور بااصول پارٹی ہے۔ جو سوراجی پارٹی کہلاتی ہے۔ اس کا ایک مقررہ پروگرام ہے۔ گو حالانکہ یہ پروگرام حقیقت میں نفی کے برابر ہے۔ لیکن اس جماعت نے بھی صرف بنگال اور صوبجات متحدہ میں دو عملی حکومت کو ناقابل عمل بنانے کے ابتدائی مقصد میں عارضی کامیابی حاصل کی ہے۔ اور دیگر صوبوں میں اس پارٹی کا رجحان ہر جگہ مختلف حالتوں میں ایسی شکل اختیار کئے رہا ہے۔ جو زیادہ آئینی قسم کے امور کی مخالفت پر مبنی ہو۔ اس لئے انہوں نے بھی عموماً ایک دانشمند اور ہوشیار نکتہ چین کا فائدہ بخش مقصد ادا نہیں کیا۔ اس جماعت کے اصلی مسلمان ارکان کے علیحدگی اختیار کر لینے سے یہ جماعت ہی واضح طور پر فرقہ پرست جماعت بن گئی ہے۔ کونسلوں کے اندر جو جماعتیں پیدا ہوئیں۔ وہ بھی زیادہ تر غیر مستقل چھوٹی چھوٹی جماعتوں پر مشتمل تھیں۔ اور وہ بھی زیادہ فرقہ پرست تھیں۔ اور ان کا رجحان بھی دوسری جماعتوں کے ساتھ الحاق پیدا کرنے کا رہا ہے۔ مدراس میں جسٹس پارٹی اور پنجاب میں یونینسٹ پارٹی (قوم پرست اتحادی جماعت) کو کسی قدر اصل مقصد کے قریب تر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ وہ بھی غیر فرقہ پرست جماعتیں نہیں۔

جسٹس پارٹی اور پنجاب کی قوم پرست اتحادی جماعت

مدراس میں ۱۹۲۰ء کے پہلے انتخاب کے بعد جسٹس پارٹی سے تمام وزرا منتخب کئے گئے تھے۔ ہندوستان بھر کی دو عملی حکومت کی تاریخ میں یہ پہلا اور آخری موقعہ تھا۔ کہ آج تک ایک واحد جماعت سے وزرا منتخب کئے گئے ہوں۔ اور کونسلوں کے منتخب شدہ ارکان کی یقینی اکثریت نے ان کی حمایت کی ہو۔

سرکاری پارٹی کی اہمیت

ایسا کوئی صوبہ نہیں۔ جہاں میں سرکاری ارکان کی پارٹی وزراء کے لئے مسلمہ طور پر فائدہ بخش ثابت نہ ہوئی ہو۔ اور بعض صوبوں میں اس وقت تک وزرا کی کوئی کافی بڑی اور متحدہ جماعت ایسی نہیں ہوئی۔ جو سرکاری حمایتوں کی امداد کو نظرانداز کر سکے۔ نظام دوعملی کے انصرام میں ان واقعات کا اہم اثر ہؤا۔ اصلاحات کے اصول کے مطابق دستور اساسی کا منشا یہ ہے۔ کہ وزرا محفوظ محکمہ جات کے سامنے جوابدہ ہونے یا ان محکمہ جات کے مطابق پالیسی رکھنے کے بغیر حکومت کے منتقلہ محکمہ جات کے لئے مشترکہ طور پر منتخب شدہ مجلس قانون ساز کے سامنے جوابدہ ہوں۔ کمیشن کو معلوم ہؤا ہے۔ کہ اس اصول پر عملدرآمد کرنا غیر ممکن ثابت ہؤا ہے

صوبجاتی کونسلوں کی مشکلات

صوبجاتی مجالس قانون ساز کو دستور اساسی کے منشاء کے مطابق ایک ہی وقت میں دو مختلف فرائض انجام دینے کا مشکل کام درپیش رہا ہے۔ ایک حلقہ میں انہیں اپنی پالیسی پر اقتدار قائم رکھنا پڑا۔ دوسری طرف اگرچہ ان کو نکتہ چینی کرنے کی آزادی تھی۔ اور وہ ووٹ دینے اور حمایت کرنے سے انکار کرنے کی مجاز تھیں۔ لیکن ان پر کوئی ذمہ واری عائد نہ ہوئی تھی۔ وزرا اکثر اوقات طبعی مخالفت کے اثرات سے حکومت کے اتحاد عمل کی وجہ سے بچ گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ان میں اور ان کے حمایتیوں کے تعلقات میں ضعف آگیا۔ حکومت کے شعبہ ہائے محفوظہ میں بھی رجعت پسندی کا ظہور ہؤا۔ اس لئے عملی طور پر دوعملی کے نقطۂ خیال سے اصولی امتیاز اُٹھ گیا۔ حکومت کو ایک مرکز پر لانے کی خواہش کاروبار کے عمدہ انصرام کے پیش نظر فائدہ بخش ثابت ہوئی ہے۔ لیکن اس کی تہ میں دوعملی نظام کا جو بنیادی خیال پوشیدہ تھا۔ یعنی ایک محدود اور کھلے میدان میں وزرا کی کامل ذمہ واری وہ تقریباً مایوس کن تاریکی میں گھر گیا۔ نظام و آئین کے متعلق اکثر کونسلوں کا رویہ قابل اعتراض رہا ہے۔ اکثر صوبجات میں نظام پولیس متواتر حملوں کا مرکز بنا رہا ہے۔ بعض حالتوں میں حملے عام نوعیت کے تھے۔ لیکن عموماً یہ حملے خاص افراد کے خلاف اور مخصوص حادثات کے متعلق کئے جاتے تھے۔ ان حملوں کی مدافعت عموماً صرف سرکاری بینچوں کے مقرروں پر چھوڑ دی جاتی تھی۔

مخالفت ہمیشہ حق بجانب نہ تھی

یہ کہنا غیر ممکن ہے۔ کہ مخالفت ہمیشہ معقول اور ٹھنڈے دل سے کی گئی۔ لیکن ارکان کمیشن کو کامل یقین ہے۔ کہ اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ جذبات کا بڑا سبب دوعملی کے وہ اثرات ہیں۔ جن کی وضاحت کردی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کونسلوں کے ارکان پارلیمنٹری اداروں کی نقل اتارنے میں مصروف رہے ہیں۔ اور وہ بھی ایسے حالات میں جو حقیقت کی مادی صورت کی بجائے صرف ظاہری صورت پیدا کرنے کا موجب ہوئے۔ اگرچہ بعض حالتوں میں کونسلوں نے کامل نظام حکومت کی عملی ضروریات کی مخالفت کی ہے۔ لیکن متعدد حالات میں وہ فائدہ رسان رسوخ سے کام لیکر حکومت کی کارروائیوں کے لئے خضرراہ ثابت ہوئے۔ اصلاحات کے ماتحت صوبجاتی کونسلوں نے واقعی اچھا کام کیا ہے۔ اور وہ ایسا کام کیا ہے جس کی توقع نہیں تھی۔ اگرچہ کام بھی بانیاں اصلاحات کے مجوزہ طریقہ کے بالکل مطابق نہیں تھا۔

مرکزی مجلس قانون ساز کی کارگزاری

مرکزی مجلس قانون ساز کی کارگزاری کا ذکر کرتے ہوئے کمشنر صاحبان نے ان مشکلات پر زور دیا ہے۔ جو پارلیمنٹری حکومت کے مغربی نظام کو برطانی ہندوستان جیسے وسیع رقبہ اور مختلف النوع آبادی پر حاوی کرنے میں پیدا ہوئیں۔ جن حلقہ ہائے انتخاب نے مرکزی مجلس قانون ساز کے لئے براہ راست انتخابات کئے۔ ان کا رقبہ اور آبادی اس قدر وسیع تھی۔ کہ یورپین مجالس قانون ساز اس سے بالکل اجنبی ہیں۔ اس کا ناگزیر نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ نمایندوں نے حلقہ ہائے نیابت کو بالکل ترک کر دیا۔ جب کوئی رکن ایک مرتبہ منتخب ہو جاتا۔ تو اپنے حلقہ انتخاب سے اس کا تعلق اس وقت تک قطع ہو جاتا تھا۔ جب اسے دوبارہ ووٹ حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ ارکان اپنے حلقہ ہائے انتخاب کے اس قدر نمایندے نہیں ہوتے جس قدر وہ ان حقیقی سیاسی یا فرقہ وار جماعتوں کی نیابت کرتے ہیں۔ جن کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اور ان کے خیالات زیادہ تر اخبارات کے زیر اثر ہوتے ہوئے تقریباً کلیتہً حکومت کے مخالف ہوتے ہیں۔

اسمبلی کے ۱۰۵ منتخب شدہ ارکان ۱½ ملین ووٹروں کی طرف سے منتخب ہوتے ہیں۔ کمشنر صاحبان کو شبہ ہے۔ کہ حلقہ ہائے انتخاب کے تعین میں بڑے بڑے شہروں کے باہر ووٹروں کی ایسی جماعتیں بہم پہنچانے میں جو قابل لحاظ فراست رکھنے کے قابل ہوں۔ یا ان حکمت عملیوں سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ جن پر اسمبلی کو کارروائی کرنی ہے۔ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ہندوستان کی مرکزی مجلس انتظامیہ یعنی گورنر باجلاس کونسل ہندوستانی مجلس قانون ساز کی اکثریت کی محتاج ہے۔ لیکن وہ اس پر شاذ و نادر ہی اعتماد رکھ سکتی ہے۔ اس آئینی نظام کو کونسلوں کے بالکل غیر ذمہ دارانہ اعتراضات اور اگزکٹو کی کامل جانبداری کا موجب تصور کرنا چاہیئے۔

لیکن ترقی کی رفتار اس کے خلاف رہی ہے۔ ایک طرف تو اسمبلی کا رویہ آئینی غیر ذمہ واری کے مضبوط اثرات کے تابع رہا ہے۔ لیکن اس نے تعمیری کام میں بڑی حد تک اتحاد عمل بھی کیا ہے۔ دوسری جانب اگزکٹو باڈی نے بھی مجلس قانون ساز کی تجاویز اور نکتہ چینی کا لحاظ نہیں رکھا۔

صدر اسمبلی کا حدود اختیارات سے تجاوز

مغربی وزرا اور دہلی کی حالت اور اقتدار کا اس سے زیادہ حیرت انگیز مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جو اسمبلی کے صدر نے پیش کیا۔ وہ مداخلت کے ایسے اختیارات استعمال کرنے کا مدعی ہے۔ جو صدر کے اصلی حدود اختیارات سے باہر ہیں۔ ارکان کمیشن جو سب کے سب برطانی پارلیمنٹ کے ایک نہ ایک ایوان کے رکن ہیں۔ اس اختلاف کو واضح کرنے پر مجبور ہیں۔ کہ مبادا یہ تصور کر لیا جائے۔ کہ دارالعوام کے صدر کے طریق عمل اور روایات کا ہندوستانی مجالس قانون ساز میں اعادہ کیا جائے۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ حکومت کے قوانین کی تعداد اور بغیر "سرٹی فائی" کرنے کے کامیابی حاصل کر لینا قابل تعریف امر ہے۔ اس کے ساتھ مجالس قانون ساز نے مجلس منتظمہ پر جو اقتدار حاصل کیا ہے وہ بھی کم قابل تعریف نہیں۔ یہ اقتدار اسمبلی میں سوالات کرنے اور مالی اختیارات کے ذریعہ سے میزانیہ کے سلسلے میں قراردادیں پیش کرنے اور مجالس مستقلہ کی روداد میں استعمال کیا گیا ہے۔ حکومت پر اسمبلی کا بلاواسطہ اقتدار اس سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس اقتدار کا صحیح اندازہ ارکان اسمبلی نے خود بھی نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اگزکٹو کی منطقی غیر ذمہ واری پر زور دینے کی طرف مائل ہیں

ہندوستانی سیاسیات کی رفتار

کمشنروں نے دستور اساسی کی کارگذاری پر اپنے تبصرے کا خاتمہ اصلاحات کی روشنی میں ۱۹۲۰ء کے بعد ہندوستانی سیاسیات کی رفتار پر ریویو کرنے سے کیا ہے۔ اس طویل اور دلچسپ باب میں وہ سیاسی حالات بیان کئے گئے ہیں۔ جن کے ماتحت اپنے تجربات عمل میں لائے گئے۔ نیز تحریک عدم تعاون کے عروج و زوال اور پہلی دوسری اور تیسری مرکزی مجلس قانون ساز کی نمایاں خصوصیتوں پر بھی بحث کی گئی ہے۔ اسی باب میں ان سیاسی طاقتوں کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔ جو کمیٹی اور صوبجات متوسط میں پیدا ہوئیں۔ خاتمہ پر ہندوستانی اخبارات اور رائے عامہ پر ان کے اقتدار کا ذکر کیا گیا ہے۔

نظام حکومت پر بحث

چوتھے حصے میں نظام حکومت پر بحث کی گئی ہے۔ اور

اس میں اصلاحی۔ سیکرٹریٹ۔ جوڈیشل۔ لوکل سیلف گورنمنٹ صوبہ شمال مغربی سرحد اور دیگر مخصوص رقبہ جات میں اعلےٰ ملازمتوں کی کارگذاری اور نظام کا ذکر ہے۔ کمیشن کی سفارشات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ آج سے دس سال بعد ملازمتوں پر اس کے اثرات کی توقعات درج ہیں۔

کمیشن نے سرکاری حکام اور عوام کے درمیان ذاتی تعلقات کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ اور ڈسٹرکٹ افسروں کی پوزیشن پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ مستقبل قریب میں ہم کو نظر آرہا ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ افسروں کا اقتدار بالکل زائل ہو جائیگا۔ اور اس عہدے کے لئے ان قابلیتوں اور اعتماد کی ضرورت نہیں رہے گی۔ جو اس وقت تک سول سروس کے عہدیداروں کے لئے ضروری سمجھی جاتی تھیں۔

لوکل سیلف گورنمنٹ

لوکل سیلف گورنمنٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کمشنر صاحبان لکھتے ہیں۔ کہ سرکاری صدر کی جگہ غیر سرکاری صدر مقرر کرنے کی جو تبدیلی کی گئی ہے۔ اس کی اہمیت پر عوام کے عدم احساس پر ہمیں سخت حیرت ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ ایک نئے نظام کے نفاذ سے کم نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں کے لئے جو سرکاری صدر کی بجائے منتخب صدر کے تقرر کا خیال رکھتے ہیں۔ اس طریقہ کا مدعا سرکاری اقتدار کو دور کر کے سیلف گورنمنٹ کے حلقہ کو وسیع کرنے کی حکمت عملی پر مبنی تھا۔ فی الحقیقت اس سے بھی زیادہ کیا گیا ہے۔ اصولاً اس نے مقامی اداروں کے نظام اور صوبجاتی حکومتوں کے ساتھ ان کے تعلقات کو بالکل بدل دیا ہے۔ اس شہادت پر غور کرنے کے بعد جو پیش ہوئی کمشنر صاحبان کی رائے ہے۔ کہ سرکاری عہدیداروں کے ہاتھ سے اختیارات منتقل کرنے میں سابق قابلیت کا معیار بحیثیت مجموعی گر گیا ہے۔ لیکن عوام کے یہ مرتب کئے ہوئے ادارے اب اپنے کام میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ جن سے مستقبل کے لئے اس سے زیادہ توقعات پیدا ہو گئی ہیں۔ جو سرکاری قابلیت کے مدارج کو بحال رکھنے سے ہو سکتی تھیں۔

صوبہ سرحد

خاص رقبہ جات کے سلسلے میں اس باب کا بہت سا حصہ سرحد کے مشکل مسائل پر غور کرنے کے لئے وقف کیا گیا ہے کمشنر صاحبان کے بیان میں ان حقیقی حالتوں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ جو صوبہ شمال مغربی سرحد کے پانچ با نظام اضلاع اور قبائلی علاقوں کی حالت سے تعلق رکھتے ہیں۔ حالانکہ باقیماندہ ہندوستان رفتہ رفتہ حکومت خود اختیاری کی راہ پر ترقی کر رہا ہے۔ شمال مغربی صوبہ سرحد کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ برطانی ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں آئین و نظام کا مسئلہ داخلی اور خانگی تصور کیا جاتا ہے، صوبہ شمال مغربی سرحد میں اس کا تعلق غیر ملکی اور سیاسی حکمت عملی اور شاہی مدافعت کے ساتھ ہے۔ کمشنر صاحبان اعلان کرتے ہیں۔ کہ انہیں صوبہ سرحد کی ترقی کے مطالبہ کے ساتھ ہمدردی ہے۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ اس صوبے کے آئندہ دستور اساسی کے اہم مسئلہ پر وہ دوسری جلد میں بحث کریں گے۔ اور ایک ایسا طریق عمل تجویز کرنیکی کوشش کرینگے۔ جو صوبہ کی مخصوص حالت اور حفاظت ہندوستان کے سلسلہ میں اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس صوبہ کے بعض باشندوں کی قدرتی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ممکن ہو۔ تاکہ انہیں بھی اس قانون کے وضع کرنے میں جس کے ماتحت وہ رہتے ہیں۔ دخل حاصل ہو سکے۔

سرکاری مالیات کا مسئلہ

پانچویں حصہ کا نام سرکاری مالیات کا نظام رکھا گیا ہے۔ موجودہ جلد میں موجودہ مالی حالت کی پوری تفصیل بیان کی گئی ہے۔ کمیشن نے مسٹر ڈبلیو۔ ٹی۔ لیٹن کی خدمات بحیثیت ایک مبصر مالیات حاصل کیں۔ انہوں نے ایک رپورٹ پیش کی ہے۔ جسے دوسری جلد میں درج کیا جائیگا۔ جس پر ماہر اقتصادیات کی تجاویز کا انحصار ہے

تعلیم کا فروغ

چھٹے حصہ میں تعلیم کے فروغ پر بحث کی گئی ہے۔ ارکان کمیشن ہرٹوگ کمیٹی کی سفارشات سے بالعموم اتفاق ظاہر کرتے ہیں۔ اور آئینی حالات اور ترقی سلسلہ میں وہ تعلیم کو سب سے زیادہ ضروری تصور کرتے ہیں۔ جہاں تک زیر تعلیم طلبہ کی تعداد میں صرف اعداد و شمار کا تعلق ہے۔ اصلاحات کے نفاذ کے بعد اصولی ترقی ہوئی ہے۔ پرائمری تعلیم کے اخراجات کے اعداد و شمار میں بھی اصلاحات کے نفاذ کے وقت سے مساوی طور پر قابل تعریف اضافہ ہوا۔

ثانوی تعلیم

کمشنر صاحبان لکھتے ہیں۔ کہ ثانوی تعلیم کے نفاذ کو کسی تسلی بخش بنیاد پر قائم کرنے کے لئے سخت کوششوں کی ضرورت ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ یونیورسٹی کی اصلاحات کی اشد ضرورت ہے۔ کمشنر صاحبان کے خیال میں یہ ظاہر ہے۔ کہ ایک لحاظ سے تعلیمی نظام یعنی اختیارات کی نوعیت اور مقامی اداروں کی ذمہ واری کے سلسلہ میں بعض صوبجاتی حکومتوں نے بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ اور تعلیم وسیع پیمانہ پر ترقی کر رہی ہے۔

لیکن تمام ہندوستان کا تعلیم یافتہ ہونا ابھی بہت دور ہے۔ اس کے برعکس کمشنر صاحبان خیال کرتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرنے کی خواہش عام ہو رہی ہے۔ مواد عمدہ ہے۔ اور اچھی تعلیم کے انتظامات موجود ہیں۔ ہندوستان کی تعلیم یافتہ عورتیں تعصب اور رسوم کی قیود کو توڑنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہیں۔ مہذب لوگ اچھوت اور پسماندہ اقوام کی قابل افسوس حالت کو زیادہ عرصہ تک گوارا نہیں کر سکتے۔ دولت مند لوگ بڑی فراخ دلی سے تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور صوبجاتی وزراء جن کے ماتحت یہ شعبہ ہے۔ اپنے رفقاء کی حمایت حاصل کر رہے ہیں۔

رائے عامہ

موجودہ جلد کے آخری حصہ میں ارکان کمیشن نے ہندوستان میں رائے عامہ کے متعلق بحث کی ہے وہ لکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں سیاسی دلچسپی ابھی تک لازمی طور پر ایک چھوٹی سی اقلیت تک محدود ہے۔ جو شہری اور تعلیم یافتہ آبادی میں زیادہ تر پائی جاتی ہے۔ ہندوستانی مدبر تاریخ کو مختصر کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اور وہ ترقی کی آخری منزل کا انتظار کرنے کے لئے طیار نہیں۔ وہ تدریجی ترقی کے اصول کے مخالف ہے۔ ارکان کمیشن اعلان کرتے ہیں۔ کہ اظہار حق کی مختلف صورتوں کے باوجود ہندوستان کے تمام تعلیم یافتہ طبقوں کے سیاسی جذبات کا مطالبہ یہ ہے کہ انہیں یورپین اقوام کے ساتھ مساوات حاصل ہو جائے اور وہ امتیازی برتاؤ کو شبہ اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

خاتمہ

اس جلد کا خاتمہ مندرجہ ذیل الفاظ پر ہوتا ہے۔ اہل برطانیہ مدت دراز سے حکومت خود اختیاری کے خوگر ہیں۔ اُن کا فرض ہے۔ کہ اس تحریک کے ساتھ ہمدردی کریں۔ گو وہ اس کے بعض مظاہروں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں۔ ہم نے عہد کر رکھا ہے۔ کہ ہندوستان کی ترقی کی راہ میں مدد کرینگے تعمیری عملی کوشش کی ضرورت ہے۔

ہمارے خیال میں نہایت ہی خطرناک خرابی جس میں ہندوستان مبتلا ہے۔ اس کی بنیاد قدیم ایام کی اقتصادی اور معاشرتی رسوم پر قائم ہے۔ اور اس کا علاج صرف ہندوستانیوں کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ ان کا علاج اس طرح نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ غیر معقول طریقہ پر ان خرابیوں کا الزام دوسروں پر لگاتے رہیں۔ ہماری خواہش ہے۔ کہ ہندوستان میں جو رائے عامہ موجود ہے۔ اس کی طاقتیں ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ اور اصلاحات کے عملی کام کو مضبوط بنائیں۔ جب تک ہم تعمیری

موجودہ شورش کے خلاف احمدی جماعتوں کے جلسے

جماعت احمدیہ دہلی

انجمن احمدیہ دہلی نے اپنے ایک اجلاس منعقدہ ۶ ر جون میں حسب ذیل ریزولیوشن بالاتفاق پاس کیا:-

"ہم جماعت احمدیہ کے افراد جو قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ موجودہ شورش کو جو قانون کے خلاف کی جا رہی ہے۔ سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور گو ہم اپنے ملک کی آزادی کی خواہش میں کسی دوسرے شخص سے پیچھے نہیں ہیں لیکن پھر بھی خلاف قانون شورش والے ذرایعہ کا استعمال چونکہ اخلاق کو بگاڑتا اور ملک کے فوائد کے خلاف ہے۔ ہم اسے نہایت ناپسند کرتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ کے لئے ہر صورت میں تیار ہیں۔ اور اس بارہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان کی ہدایات کے مطابق حکام کے ساتھ پوری طرح تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں"

قرار پایا۔ کہ اس ریزولیوشن کی ایک ایک نقل جناب وائسرائے صاحب بہادر۔ چیف کمشنر دہلی۔ ڈپٹی کمشنر۔ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی۔ نیز مسلم اخبارات انقلاب لاہور۔ الفضل قادیان۔ الامان اور جنرل نیوز دہلی کو برائے اشاعت بھیجی جائے۔ (اعجاز حسین امیر جماعت احمدیہ دہلی)

جماعت احمدیہ کراچی

جماعت احمدیہ کراچی کا ایک جلسہ عام یکم جون ۳۰ء کو منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل تجاویز تمام حاضرین کے اتفاق رائے سے پاس ہوئیں۔

(۱) جماعت احمدیہ کراچی اعلان کرتی ہے۔ کہ جہاں تک ہمارے ملک ہندوستان کی آزادی اور بہبودی کا تعلق ہے جماعت احمدیہ اس جذبہ میں کسی سے پیچھے نہیں۔ لیکن موجودہ روش جو کانگریس نے اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ ہمارے نقطۂ نگاہ سے ملک کے لئے بے حد مضر اور سراسر خطرناک ہے۔ اور ملک کے امن و اخلاق کو تباہ کرنے والی ہے۔ اس لئے باوجود آزادی کی زبردست خواہش رکھنے کے جماعت احمدیہ حضور وائسرائے ہند۔ گورنمنٹ ہند۔ اور مقامی حکام کو یہ یقین دلاتی ہے۔ کہ یہ جماعت ملک میں قیام امن کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کو تیار ہے۔ نیز اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا یہ مسلک چونکہ ہمارے بانی سلسلہ علیہ السلام اور ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق ہے۔ اس لئے ہمارا یہ اظہار نہ تو کسی دنیوی فائدہ کی غرض سے ہے۔ اور نہ ہی کسی قسم کی چاپلوسی مدنظر ہے"

(۲) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ (۲ ر مئی) کو ٹریکٹ کی صورت میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا جائے۔ کیونکہ اس میں ان تمام وجوہات اور دلائل کا ذکر کیا گیا ہے جن کی بناء پر کانگریس سے مسلمانوں کی علیحدگی ضروری ہے

(۳) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے۔ کہ پاس شدہ تجویز کی نقل وائسرائے ہند۔ گورنر بمبئی۔ کمشنر سندھ۔ کلکٹر کراچی۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی۔ اور پریس کو بھیجی جائے۔ (عاجز اللہ داد احمدی جنرل سکرٹری)

جماعت احمدیہ لنگیری (جالندھر)

ایک اجلاس عام میں ممبران جماعت احمدیہ نے قرار دیا۔ کہ موجودہ شورش جو قانون کے خلاف کی جا رہی ہے۔ ہم جماعت احمدیہ کے لوگ جو قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسے سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور گو ہم اپنے ملک کی آزادی کی خواہش میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی خلاف قانون اور شورش والے ذریعہ کا استعمال چونکہ اخلاق کو بگاڑتا اور ملک کے فوائد کے خلاف ہے۔ ہم اسے نہایت ناپسند کرتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ کے لئے ہر صورت میں تیار ہیں۔ اور اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق حکام کے ساتھ پوری طرح تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارا اس طرح خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا رسمی نہیں سمجھا جائیگا۔ بلکہ جب بھی ضرورت ہو۔ حکام ہم سے طوائف الملوکی کا مقابلہ کرنے کے لئے کام لینگے۔

اس قرارداد کی نقول گورنمنٹ ہند و پنجاب۔ ڈپٹی کمشنر و سپرنٹنڈنٹ پولیس جالندھر کے پاس بھیجی جائیں۔

(نظام الدین سکرٹری جماعت احمدیہ لنگیری بقلم خود)

جماعت احمدیہ امین آباد

۷ ر جون جماعت احمدیہ امین آباد جو قادیان سے تعلق رکھتی ہے۔ کا ایک غیر معمولی جلسہ منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل قراردادیں اتفاق رائے سے پاس ہوئیں۔

(۱) جماعت احمدیہ قصبہ امین آباد کا یہ غیر معمولی جلسہ اس قانون شکنی کی رو کو جو کانگریس کی طرف سے جاری ہے۔ مخرب اخلاق۔ امن شکن۔ اور ملک کے مفاد کے خلاف سمجھتا ہے۔ اور اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور باوجود حب الوطنی اور آزادیٔ ملک کے بڑھے ہوئے جذبے کے اپنے مقتدر اور واجب الاطاعت امام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے ماتحت اس کے مقابلہ کے لئے ہر صورت میں تیار ہے۔

(۲) آزادی حاصل کرنے کے لئے بہترین تجویز وہ ہے۔ جو وائسرائے ہند نے پیش کی ہے۔ کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ شایع ہونے کے بعد ایک گول میز کانفرنس ہو جس میں ہندوستان کے نمائندے شریک ہوں۔ یہ جلسہ حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں التماس کرتا ہے۔ کہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی ہر قسم کی سیاسی خیالات کی جماعتوں کو نمائندگی کا موقعہ دیا جائے۔ تاکہ سب مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ حکومت کے سامنے آجائے۔ اور نیا دستور العمل تجویز کرنے میں اسے سہولت ہو۔

(۳) اس جلسہ کی کارروائی حضور وائسرائے ہند۔ گورنر پنجاب صاحب ڈپٹی کمشنر و سپرنٹنڈنٹ پولیس گوجرانوالہ اور پریس کو بھیجی جائے۔ (سکرٹری انجمن احمدیہ امین آباد ضلع گوجرانوالہ)

جماعت احمدیہ نوشہرہ ککے زئیاں

۶ ر جون بصدارت جناب حکیم عبدالعزیز صاحب پسروری ایک عام جلسہ بمقام نوشہرہ ککے زئیاں منعقد ہوا۔ جس میں جماعت احمدیہ پسرور۔ نوشہرہ و کوٹلی خواجہ وغیرہ کے اصحاب شریک ہوئے۔ جلسہ میں بعد نماز جمعہ باتفاق رائے پاس ہوا۔

(۱) مسلمانان جماعت احمدیہ نوشہرہ۔ پسرور و کوٹلی خواجہ کا یہ جلسہ باتفاق رائے سول نافرمانی کی تحریک سے اپنی علیحدگی کا اعلان کرتا ہے۔ مجوز غلام نبی سکرٹری انجمن احمدیہ نوشہرہ۔ موید۔ ماسٹر عبدالعزیز صاحب و میاں اللہ رکھا صاحب راجپوت۔

(۲) مسلمانان جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ کانگریس میں شمولیت کو مسلمانوں کے مفاد کے منافی یقین کرتا ہوا کانگریس سے اپنی علیحدگی کا اعلان کرتا ہے۔ مجوز منشی عبدالغفار صاحب۔ موید۔ میاں اروڑا صاحب۔

(۳) جماعت احمدیہ نوشہرہ و پسرور کا یہ جلسہ ممبران پنجاب کونسل کے شایع کردہ اعلان کی تائید کرتا ہے۔ مجوز۔ عبدالغنی صاحب موید۔ فیروز الدین صاحب ساکن پسرور۔

(۴) مسلمانان جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ اس فتویٰ کو جو چند مولوی صاحبان نے جمعیۃ العلماء کے نام سے دیا ہے۔ اور جس کا مدعا یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے لئے کانگریس میں شامل ہونا مذہبًا ضروری ہے غلط اور نقصان رساں قرار دیتا ہے۔ مجوز۔ بشیر احمد صاحب۔ موید عبدالرحمن صاحب۔

(۵) یہ جلسہ مسلمانوں کی تنظیم کو از حد ضروری قرار دیتا ہے۔ اور تجویز کرتا ہے۔ کہ تنظیم کے لئے جلد عملی کارروائی کی جائے۔ مجوز غلام نبی۔ سکرٹری جماعت احمدیہ نوشہرہ۔ موید۔ عبدالعظیم صاحب۔

(۶) اس کارروائی کی نقول بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ و صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر ضلع سیالکوٹ و جناب

95

وصیتیں

نمبر ۲۵۸۷ میں آمنہ بی بی بنت میراں بخش مرحوم قوم ککے زئی ساکن امین آباد چک ۲۲۶ ضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ زیور قیمتی مبلغ ۱۰۰ روپیہ اور آمدن ماہواری ۵ روپیہ ہے۔ میرے مرنے کے بعد اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد مزید ثابت ہوگی۔ تو اس کے اسی قدر حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں انجمن میں جائداد وصیت کردہ کی قیمت میں سے کوئی روپیہ داخل کرادوں۔ تو اسی قدر روپیہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیا جائیگا۔ میں اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ باقاعدہ ماہ بماہ ادا کرتی رہونگی۔ ۱۱

العبد:- بقلم خود۔ آمنہ بی بی موصیہ۔ گواہ شد:- ملک عبدالقادر خان ککے زئی امین آبادی۔ گواہ شد:- عبدالمجید احمدی ککے زئی امین آبادی حال لائلپور ؛

نمبر ۳۲۲۷ میں سکینہ بی بی زوجہ مولوی محمد تقی صاحب قوم ارائیں عمر ۲۰ سال بیعت ۱۹۲۲ء ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد اس وقت بصورت زیورات ۱۵۰ روپیہ اور مہر ۱۰۵ روپیہ ہے۔ یعنی کل دو صد روپیہ ہے۔ میں اس جائداد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اپنی زندگی میں ہی ادا کر دونگی۔ اور اگر میری کوئی اور جائداد بعد از وفات ثابت ہو۔ تو بھی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں ادا نہ کرسکوں۔ تو انجمن احمدیہ قادیان کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ میرے ورثاء سے وصول کرلے۔

نوٹ۔ انجمن احمدیہ سے مراد صدر انجمن احمدیہ قادیان ہے۔ العبد:- سکینہ بی بی موصیہ۔ گواہ شد:- مبارک علی بقلم خود گواہ شد:- محمد تقی بقلم خود خاوند موصیہ ؛

نمبر ۳۲۱۳ میں نذیر احمد ولد ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب قوم راجپوت پیشہ ڈاکٹری عمر ۲۲ سال ساکن قادیان حال آگرہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنی آمدنی میں سے ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو تازیست ادا کرتا رہونگا۔ میری موجودہ آمدنی ماہوار تقریباً ۸۰ روپے ہے۔ اس وقت میں کسی جائداد کا مالک نہیں۔ میرے مرنے کے بعد میری تمام متروکہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو اس تحریر کو پڑھے۔ دعا کرے۔ کہ اللہ مجھے استقامت وخدمت اسلام کی توفیق دے۔

العبد۔ ڈاکٹر نذیر احمد عفا اللہ عنہ میڈیکل سکول آگرہ۔ گواہ شد:- شمس الدین احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ آگرہ۔ گواہ شد:- حافظ ملک محمد برادر ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بقلم خود۔

نمبر ۳۱۶۳ میں نبی بخش ولد محمد لایق قوم مسن پیشہ مزدوری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۷ء ساکن موضع مسن ڈاکخانہ باڈہ تحصیل ڈوکری ضلع لاڑکانہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ مکان خام واقع موضع مسن ضلع لاڑکانہ ملک سندھ جس کی قیمت اندازاً ۱۵۰ روپیہ ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ تخمیناً ۲۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا ؛

العبد۔ نبی بخش موصی حال وارد قادیان۔ گواہ شد:- سید عبدالرشید احمدی بقلم خود حال وارد قادیان۔ گواہ شد:- محمد عبداللہ کلرک آرسنل فیروز پور حال وارد قادیان ؛

نمبر ۳۲۱۷ میں محب گل ولد غلام محمد قوم حاجی ذات سید افغان پیشہ زمینداری عمر تخمیناً ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن اریوب ڈاکخانہ چھاؤنی علی خیل ضلع حاجی چمکنی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ شدہ سے منہا کردی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔

میری اپنے وطن علاقہ افغانستان ضلع حاجی چمکنی سمت جنوبی میں صرف زمین ہے۔ کہ اس کا مقدار سولہ کنال تک ہوگا جس کی کل قیمت وہاں ۵۰۰ روپے مرسب انگریزی ہوتا ہے۔ مگر چونکہ میرے ورثاء غیر احمدی ہیں۔ فلہٰذا ان پر اعتبار نہیں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میری جائداد متروکہ سے حصہ وصیت کردہ شدہ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دینگے یا نہ۔ پس اس لئے میں اپنی زندگی میں قیمت حصہ وصیت کردہ شدہ کو پانچ سال تک فی سال ۱۰ روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور علاوہ جائداد سے اگر یہاں میرے مرنے کے بعد مجھ سے کوئی مال یا کوئی جائداد رہ گیا۔ اس میں سے حصہ وصیت مطابق وصیت مافوق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حوالہ کی جاویگے۔

العبد۔ موصی محب گل افغان۔ گواہ شد:- غلام رسول افغان بقلم خود۔ گواہ شد:- مولوی غلام محمد افغان ؛

نمبر ۳۰۵۸ میں منشی قادر بخش ولد میاں امیر بخش صاحب قوم سنگھڑہ عمر ۴۱ سال ساکن لودھراں تحصیل ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج تاریخ ۱۵ ۳/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد مندرجہ ذیل ہے

بھینس۔ نصف ڈاچی۔ مکان ملکیت شہر لودھراں از نصف برادر فتح محمد باقی اثاثہ۔ میزان ۵۰۰ روپے۔ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ اس کے علاوہ میری ماہوار تنخواہ ۱۷ روپے ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی ادا کرتا رہونگا۔ اور جو جائداد مندرجہ بالا کے سوا میری وفات کے وقت ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ بطور سند کے لکھ دیتا ہوں۔ العبد:- قادر بخش ساکن لودھراں موصی بقلم خود ۱۵ ۳/۲۹

گواہ شد:- محمود خان بقلم خود ساکن شہر لودھراں۔ گواہ شد:- محمد سلطان سکریٹری تعلیم وتربیت لودھراں بقلم خود ؛

لائبریری کے لئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی ضرورت

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا تازہ ایڈیشن ۲۴ جلدوں میں حال میں شایع ہوا ہے۔ جس کی قیمت بالمقطعہ مجموعی ۵۰۰ روپیہ ہے۔ اور باقساط قیمت ادا کرنے کی صورت میں ۲۵ روپیہ ماہوار کے حساب ۲۴ قسطوں میں رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ ایسے قیمتی علمی ذخیرہ کی مرکزی لائبریری صدر انجمن احمدیہ کے لئے سخت ضرورت ہے۔ لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے بجٹ صیغہ ہذا میں اس کی خریداری کے لئے گنجائش نہیں رکھی گئی۔ اس لئے گذارش ہے کہ کوئی ایک یا چند ذی ثروت دوست مل کر لائبریری کے لئے یہ کتاب خرید دیں۔ جو ان کے نام سے لائبریری میں بطور یادگار رکھی جائیگی۔ اور صدقہ جاریہ کا کام دیگی ؛

(ناظر تالیف وتصنیف قادیان)

مکرمی! السلام علیکم

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے خرید فرماویں۔ عمدگی اشیاء کے متعلق سارٹیفکیٹ ملاحظہ فرماویں۔

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پیس	اول درجہ		فی عدد سے
" "	" دوم "	"	عگر
" رنگین سُرخ و سبز	" درجہ اعلیٰ	"	عگر
" نیٹ عمدہ اول درجہ مینہ دو طرفی		"	صر
" " دوم " " یکطرفہ		"	للعہ
" " سوم " " "		"	سے
بلیڈر نمبر ۵ برائے والی بال	ڈسلی کیٹ بیٹ رجسٹرڈ		۱۲ر
ہاکی سٹکس لیڈر سیون اول درجہ رگ دار بلیڈر عمدہ قسم			سے
" " دوم "	دو درجہ بلیڈر		سے
" لیدر بونڈ اول "	رگ دار بلیڈر عمدہ قسم		عگر
" " دوم "	درجہ دوم بلیڈر کیس		عگر
" ہاکی بال سفید چمڑہ اول "	ریکارڈ کردن		عگر
" " " دوم "			عگر
" " " سوم "	باپولر		عگر
" کمپو بال	کاک کریسٹ		عگر

(نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ)

سارٹیفکیٹ:- لیہ لداخ کشمیر ۲۰ر اپریل سنہ ۱۹۳۰ء مکرم بندہ سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:- آپ سے ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء میں پولو وٹنس کا سامان لیکھادر اپنے بعض احباب کے استعمال کیواسطے منگوایا تھا۔ ابھی حالت میں پہنچ گیا تھا۔ مگر برف باری کیوجہ سے اسوقت تک استعمال نہ کر سکی۔ اب چند روز سے استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ سب سامان بہت عمدہ اور حسب منشار ہے اور سب احباب نے پسند کیا ہے۔

خاکسار خان بہادر غلام محمد احمدی سپیشل جج آفیسر لیہ لداخ

زمیندار احباب کے لئے نادر موقعہ

ایک چاہ جو کہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی فارم کے متصل ہے ٹھیکہ پر دینے کی ضرورت ہے۔ اراضی ۱۸ گھماؤں ہے۔ کنواں پر دو رہٹ لگے ہوئے ہیں۔ معاملہ ۱۵ فی گھماؤں ہوگا۔ مالک کافی ضمانت ملنے پر ایک اونٹ اور دو جوڑی بیل نصف قیمت پیشگی لیکر باقی بعد میں ادائیگی کی شرط پر دے دیگا۔

ٹھیکہ پانچ سال کے لئے ہوگا۔ جو زمیندار احباب قادیان میں رہائش کے خواہشمند ہیں۔ ان کے لئے نادر موقعہ ہے۔ جلد درخواستیں ارسال کریں۔

نیز اس چاہ کے ملحق لائن سے پار ایک اور چاہ ٹھیکہ پر دیا جانا ہے۔ اس کا معاملہ ۱۵ روپیہ فی گھماؤں ہوگا۔ کل ۱۲ گھماؤں اراضی ہے۔ خاکسار۔

(میاں) محمد عبداللہ خان
کوٹھی دارالسلام قادیان
دارالامان

ہول سیل

کراؤن لیمپ پٹرومکس لیمپ۔ ہر قسم کا پرائمس سٹو اور اس کا جملہ سامان اور جملہ ڈیزائن کے لالٹین (یعنی قندیل) اور ہر قسم کی بیٹری اس کا مصالحہ سلور سگار لائٹ اور بیٹری والے پھول وغیرہ وغیرہ کے۔

بے حد ارزاں ہول سیل بیلاٹر

فہرست نہیں ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہو۔ نام لکھ کر قیمت وغیرہ دریافت کر لیں۔

ملنے کا پتہ:-

ایل ایچ ایم اینڈ کمپنی مانڈوی نمبر ۳ بمبئی،

"پیام صحت" (رجسٹرڈ) مشتمل بر دو جلد

طب ہومیو پیتھی کی جامع ولاجواب تصنیف باتصویر بڑی تقطیع ضخامت ۷۰۰ صفحات۔

جلد اول } درباره تشریح جسم انسانی و افعال الاعضاء حفظان صحت فلسفہ طب ہومیو پیتھی طریق تشخیص امراض طریق دواسازی وخواص الادویہ۔ قیمت آٹھ روپے۔

جلد دوم } درباره علم العلاج۔ علامات واسباب مرض۔ تشریح العلامات دایہ گری و طبی نکات قیمت بارہ روپے۔

رعایت:- ہر دو کے خریدار سے صرف اٹھارہ روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ:- **ہومیو پیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروز پور**

رشتہ مطلوب ہے

ایک ایف اے پاس نوجوان احمدی مدراس کے لئے رشتہ درکار ہے۔ جو جاٹ قوم کا زمیندار اور ضلع گجرات کا باشندہ ہو۔ گذارہ اچھا ہو۔ خواہشمند احباب چودہری فضل احمد اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کھاریاں ضلع گجرات کے ساتھ خط وکتابت کریں۔

حب اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا استعمال کرائیں۔ اسکے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اسکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم طبیب کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گود بھری بے مثل گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین، خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ ۱ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر (بارہ آنے)

سرمہ نور العین

اس کے اجزا موتی و ممیرا ہیں۔ یہ آنکھوں کے امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانیوالا دھند، غبار، ککرے، خارش، جالا، ناخونہ، ضعف چشم پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے آنکھوں کے لیس دار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بینظیر ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرست کرنا اور پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عگر)

المشتہر- **نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان**

(بقیہ صفحہ ۲)

اقلیت کو منوا لے۔ توکل کو شادی بیاہ۔ ذبیحہ گاؤ اور ایسے ہی اور امور کے متعلق اکثریت قانون پاس کرے گی۔ اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں رہیگا۔ پس مسلمان کسی صورت میں کسی ایسے اصل کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔ جو انہیں ہمیشہ کے لئے اکثریت کا غلام بنا دے۔ اور اس سوال میں وہ اپنی آئندہ زندگی کے سوال کو مرکوز سمجھتے ہوئے اس کو اپنے منشاء کے مطابق حل کرانے کی ہر ممکن سعی کرنے کو تیار ہے۔ اور اس صورت حال کو موجودہ نازک وقت میں جاری رہنے دینا ملک کے لئے کسی صورت میں مفید نہیں ہوسکتا۔

امام جماعت احمدیہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر جناب گورنمنٹ ہند کو یہ مشورہ دیں۔ کہ اس قانون کو مسلمانوں کے حق میں منسوخ کر دیا جائے اور آئندہ بھی کوئی تمدنی قانون کسی ایسی قوم پر حاوی نہ ہو جس کے نمائندوں کی اکثریت اس کی تائید میں نہ ہو۔ تو اس سے ملک کے امن و امان کے قیام میں مدد ملیگی۔ اور ملک کی موجودہ شورش کے دور کرنے میں بھی یہ امر نہایت مفید ہوگا ؛ (عبدالرحیم درد ایم۔ اے۔ ناظر امور خارجہ قادیان)

ضروری درخواست

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان دنوں جو خطبات سیاسی معاملات کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں۔ اور جو خطوط گورنمنٹ اور دوسرے سیاسی لیڈروں کو لکھے ہیں۔ وہ اخبارات میں شایع ہو چکے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ دوسرے اخبارات اردو اور انگریزی میں سے کن کن میں چھپے ہیں۔ اس لئے احباب کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ اگر وہ کسی اخبار میں سلسلہ کی طرف سے یا کسی احمدی کی طرف سے کوئی مضمون چھپا ہوا پڑھیں۔ تو اس کا ایک کٹنگ دفتر ہذا میں بھیجدیں۔ تاریکارڈ مکمل ہو۔ اور یہ علم ہوتا رہے۔ کہ حضرت اقدس کے ارشادات کا کہاں کہاں اثر ہوا ہے ؛ (ناظر امور خارجیہ قادیان)

اطلاع

ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے خاص حکم کے ماتحت مجھے ۲۰ رجون تا یکم جولائی اپنے حلقہ سے باہر رہنا پڑیگا۔ اس لئے جملہ جماعتہائے اضلاع لاہور۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ مطلع رہیں کہ ان ایام میں کوئی مناظرہ یا جلسہ اگر وہ مقرر کریں۔ تو میں نہیں پہونچ سکونگا۔ براہ راست مرکز سے کسی مبلغ کو طلب فرمائیں ؛

(خاکسار غلام احمد۔ مجاہد مولوی فاضل)

ہندوستان کی خبریں

—— ڈھاکہ۔ ۱۰ رجون۔ باساباری میں ایک مسلمان کے مکان کو رات کے وقت آگ لگا دی گئی۔ مسلمان جمع ہو گئے۔ اور اس محلہ کے ہندوؤں پر اینٹیں پھینکنی شروع کیں۔ ہندوؤں نے جواب میں مسلمانوں پر پتھر پھینکے۔ پولیس پہونچ گئی۔ اور ہجوم کو منتشر کر دیا۔ بیس ہندو گرفتار کر کے ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔

—— کلکتہ۔ ۱۰ رجون۔ ضلع مدناپور میں دو سب انسپکٹروں کے قتل اور گمشدگی کی تفتیش کے لئے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈپٹی پولیس سپرنٹنڈنٹ بمعہ مسلح کانسٹیبلوں کے ساتھ چیچواہٹ پہونچے۔ انہوں نے نندا پور گاؤں کا معائنہ کیا۔ اور کچھ دیہاتیوں کو اپنے کیمپ میں لے آئے۔ شام کے وقت کیمپ کے سامنے ایک بہت بڑا ہجوم پہونچا۔ اور لوگ انتباہ کے باوجود کیمپ کی طرف دوڑ پڑے۔ مجسٹریٹ نے گولی چلانے کا حکم دیا۔ لیکن پولیس نے ابھی گولی چلانا شروع نہیں کیا تھا۔ ہجوم نے پولیس پر فائر کیے۔ پولیس کی جمعیت گوپی گنج کی طرف واپس ہوئی۔ وہاں پھر ہجوم نے اس کا تعاقب کیا۔ پولیس نے خالی فائر کر کے ہجوم کو روکے رکھا۔ اور گوپی گنج پہونچنے کے بعد پولیس کی جماعت سٹیمر کے ذریعے سے گھاٹال پہونچنے میں کامیاب ہوئی۔ تقریباً چودہ دیہات کے لوگوں نے حملہ میں حصہ لیا۔ اور ہجوم میں چھ ہزار اشخاص شامل تھے ؛

—— شملہ۔ ۱۰ رجون۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وائسرائے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں دونوں ایوانوں کے سامنے تقریر کریں گے۔ ممکن ہے۔ ہز ایکسیلنسی ۹ رجولائی کو تقریر کریں۔

—— پونا۔ ۱۰ رجون۔ آج مقامی حکام کے درمیان گجرات میں مالیہ اراضی کی عدم ادائگی کے متعلق اہم کانفرنس ہوئی ؛

—— سورت۔ ۹ رجون۔ ڈسٹرکٹ کلکٹر سورت نے شراب کی دکانوں کے نام سرکلر جاری کیا ہے۔ کہ وہ پکٹنگ کرنے والوں کے خلاف استغاثہ دائر کریں۔ اور خریداروں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دی ؛

—— لکھنو۔ ۱۱ رجون۔ کرفیو آرڈر کی میعاد آج ختم ہوئی تھی۔ لیکن وہ ہفتہ اور بڑھا دی گئی۔ فوجی انتظامات بدستور قائم ہیں ؛

—— پشاور۔ ۱۰ رجون۔ حاجی صاحب ترنگ زئی کے لشکر نے جن مقامات پر قبضہ کر رکھا ہے۔ ان پر اور مہمندیوں کی سرحد کی دوسری طرف ہوائی جہازوں سے کامیاب بم باری کی گئی۔ حاجی صاحب کا لشکر بہت کم ہو گیا ہے۔

—— والئے بہاولپور نے ملک کی موجودہ سیاسی صورت حالات کے متعلق ایک بیان شایع کیا ہے۔ جس میں سول نافرمانی کی تحریک کی مذمت کی ہے۔ اور خاص طور پر مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ گول میز کانفرنس میں شرکت کر کے اس کو کامیاب بنائیں ؛

—— لاہور۔ ۱۲ رجون۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے ماسٹر تارا سنگھ صدر جنگی کونسل امرتسر کو جو پہلے شہیدی جتھے کے ساتھ پشاور جا رہے تھے۔ اور جنہیں لاہور اور امرتسر کے درمیان گرفتار کیا گیا تھا۔ ایک سال قید بامشقت کی سزا دی۔ اور وہ اے کلاس میں رکھے گئے ؛

—— لاہور۔ ۱۲ رجون۔ سٹی مجسٹریٹ لاہور نے بال بھارت سبھا کے سیکرٹری کو باغ بیرون موری دروازہ سے چوبیس گھنٹے کے اندر اپنے خیمہ اٹھا لینے اور لنگر بند کرنے کا نوٹس دیا تھا۔ جس کی میعاد ختم ہو جانے کے بعد پولیس موقعہ پر پہونچ گئی۔ لیکن اس نے کوئی مداخلت نہ کی۔ اور خود بخود واپس چلی گئی۔ لڑکوں نے ایک جلسہ کیا۔ جو تمام رات جاری رہا۔ لوگ بھاری تعداد میں موجود تھے۔ لنگر بھی جاری رہا۔ اور خیمے بھی نہیں اٹھائے گئے ؛

—— بمبئی۔ ۱۱ رجون۔ بمبئی اور اس کے مضافات میں پونا کی گھوڑ دوڑ کا مقاطعہ کرنے کی تحریک زوروں پر ہے ؛

—— مدراس۔ ۱۱ رجون۔ کوکناڈا سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں ہولناک آتشزدگی کی واردات رونما ہوئی۔ مفلس لوگوں کے چھ سو مکانات جل کر راکھ ہو گئے

—— دہلی۔ ۱۰ رجون۔ جامعہ ملیہ کے مطبع پر آج اس نوٹس کی تعمیل ہو گئی۔ جس کی رُو سے اس سے دو ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی تھی۔ پریس نے ضمانت دینے سے انکار اور کاروبار معطل کر دیا ؛

—— پشاور۔ ۱۵ رجون۔ آفریدی ملکوں نے آج چیف کمشنر سے گورنمنٹ ہوس میں ملاقات کی ؛

—— کوئٹہ۔ ۱۲ رجون۔ ایک حملہ آور جماعت کی آمد کی خبر کی اطلاع ملنے پر جیلی اور چمن کی درمیانی سڑک پر ان تمام موٹروں اور دیگر قسم کی گاڑیوں کی آمد و رفت روک دی گئی ہے جن میں یورپین سوار ہوں

—— ندیاد۔ ۹ رجون۔ جب مسلمان تعزیئے لے جا رہے تھے۔ کپاد گنج میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان شدید فساد رونما ہوا۔ مجروحین کی تعداد چار سو تک بیان کیجاتی ہے ؛

—— سول اینڈ ملٹری گزٹ" کا نامہ نگار خصوصی مقیم لندن رقمطراز ہے۔ کہ مصدقہ طور پر معلوم ہوا ہے۔ بعض اصحاب کے نام گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے دعوت نامے جاری ہوچکے ہیں۔ اب تک جن اصحاب کو اس قسم کی دعوتیں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سر ڈسر نیواس شاستری مسز بیسنٹ۔ اور مسٹر این۔ ایم جوشی بھی جو آجکل یورپ میں ہیں۔ شامل ہیں؛

—— کھڑگ پور۔ ۱۲ رجون۔ ضلع مدنا پور کے ایک گاؤں کھیرا میں پھر شدید بدامنی رونما ہوگئی۔ کل مقامی پولیس نے ایک بہت بڑے ہجوم پر گولی چلائی۔ نقصان جان کا اندازہ ابھی معلوم نہیں ہوا؛

—— کاکول۔ ۱۳ رجون۔ ۲/ ۱۸ ویں رائل گڑھوال رائفلز کے سترہ نان کمشنڈ افسروں کے خلاف کورٹ مارشل کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ ایک شخص کو عمر قید کی سزا ہوئی ہے۔ ایک شخص کو پندرہ سال قید بامشقت اور باقی پندرہ آدمیوں کو تین سال سے لیکر دس سال کی مختلف میعاد کی سزائیں دی گئی ہیں۔

—— مدراس۔ ۱۲ رجون۔ ویلور میں ہندو مسلم کشیدگی ابھی فرو نہیں ہوئی۔ دو روز قبل مسلمانوں کے ایک ہجوم نے ایک ہندو مندر مسمار کر دیا۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کے محلوں پر حملہ کیا۔ اور دو مکان جلا دیئے۔ کل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دونوں قوموں کے رہنماؤں کی ایک کانفرنس طلب کی جس میں رہنماؤں نے وعدہ کیا۔ کہ وہ اپنے ہم مذہبوں کو پُرامن رہنے کی تلقین کرینگے؛

—— لاہور۔ ۱۱ رجون۔ لاہور کے قریب کوٹ نیند اور رجھان کے دیہات سے بعض لوگوں نے گورنر کے نام ایک تار بھیجا ہے۔ کہ اگر تعزیری پولیس کو نہ ہٹایا گیا۔ اور تعزیری محصول نہ منسوخ کیا گیا۔ تو عدم ادائگی محصولات کی مہم شروع کر دی جائے گی؛

—— حیدر آباد سندھ۔ ۱۱ رجون۔ صوفی قلندر بخش کے قتل کے بعد معلوم ہوا ہے۔ کہ مقتول کے دو آدمی اور قتل کر دیئے گئے۔ چھ آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔ پولیس نہایت سرگرمی سے تحقیقات کر رہی ہے؛

—— جوالا پور (ہردوار) ۱۲ رجون۔ جوالا پور کے بہت سے مسلمانوں نے حلف اٹھایا ہے۔ کہ وہ گائے کا گوشت نہیں کھائینگے۔ اور اس کے ساتھ انہوں نے ذبح خانہ پر پکٹنگ شروع کر دیا ہے۔ تاکہ گئو کشی نہ ہو سکے؛

—— پشاور۔ ۱۲ رجون۔ آج بھی علاقہ مہمند کی سرحد پر بم باری جاری رہی۔ حاجی کے آدمیوں کو اس بم باری سے سخت نقصان پہونچا ہے؛

—— مدراس۔ ۱۲ رجون۔ ایک گاؤں کے منصف نے اپنی نوکری سے استعفیٰ دیدیا۔ اسے زیر دفعہ ۷۔ ضابطہ فوجداری ضمانت داخل کرنے کے لئے کہا گیا۔ لیکن اس کے انکار کرنے پر اسے ایک سال قید محض کی سزا دی گئی ہے۔

—— شملہ۔ ۱۳ رجون۔ سول ملٹری گزٹ کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے۔ کہ سر محمد شفیع نے آج وائسرائے سے ملاقات کی۔ اور مسٹر جناح جو یہاں فوری طور پر بلائے گئے ہیں۔ ہز ایکسیلنسی سے کل ملیں گے۔ ہندوستان کی مسلم لیگ کے ان دونو رہنماؤں کی ملاقات کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ سر محمد شفیع نے موجودہ صورت حالات اور امپیریل کانفرنس کے متعلق گفتگو کی۔ اس کانفرنس میں سر محمد شفیع ہندوستان کے چیف نمائندہ ہونگے؛

—— پشاور۔ ۱۳ رجون۔ تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ قریب الاختتام ہے۔ اور بہت جلد گورنر جنرل ان کونسل کے پیش کی جائے گی؛

—— ہندوستانی ہواباز منموہن سنگھ کو مہاراجہ پٹیالہ نے پندرہ ہزار روپیہ انعام دیا ہے۔

—— ۱۰ رجون سے لاہور میں شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ جاری ہے۔ گرفتاریاں ہو رہی ہیں؛

—— شملہ۔ ۱۴ رجون۔ ۱۲ رجون کو دو ہواباز اپنے ساتھ بمب لیکر جارحانہ اقدام کے لئے روانہ ہوئے۔ لیکن چار سو فٹ کی بلندی پر سخت آندھی آگئی۔ جہاز زمین پر گر پڑا۔ اور اس میں آگ لگ گئی۔ ہوابازوں کو وہاں سے نکالا گیا۔ لیکن وہ ہسپتال میں جاکر زخموں کی وجہ سے مر گئے۔ گرمی کے باعث دو بمب بھی پھٹ گئے؛

—— پونا۔ ۱۴ رجون۔ ۵ مرہٹہ پلٹن گذشتہ رات بمبئی روانہ ہوگئی۔ ایک اور سپیشل ٹرین ۶۰ ملٹری لاریاں لے کر بمبئی جا رہی ہے۔ سکندر آباد کی افواج کو بھی بمبئی جانے کے لئے تیار رہنے کے آرڈر موصول ہو چکے ہیں؛

—— ٹنڈیوانہ (مدراس) ۱۳ رجون۔ دو ستیاگرہیوں کی گرفتاری سے مشتعل ہوکر ہجوم نے پولیس پر لاٹھیوں اور پتھروں سے حملہ کر دیا۔ اور ڈسٹرکٹ ایگریکلچرل آفس کے دروازے توڑ کر ریکارڈ وغیرہ تلف کر دیئے۔ پولیس نے گولی چلائی۔ لیکن کوئی نقصان نہیں ہوا؛

—— امرتسر۔ ۱۴ رجون۔ پولیس نے آج چالیس کانگریسی والنٹیروں کو جو تحصیل ترنتارہ میں عدم ادائگی محاصل کا پروپیگنڈا کر رہے تھے۔ نئے آرڈی نینس کے ماتحت گرفتار کیا۔ گرفتاری کے بعد سولہ والنٹیروں کا ایک اور جتھا اسی غرض سے روانہ ہوگیا؛

ممالک غیر کی خبریں

—— بوسٹن۔ ۱۱ رجون۔ ایک تیل لے جانے والے جہاز کی ایک دوسرے جہاز "فیرفیکس" سے ٹکر ہوگئی۔ تیل کا جہاز اپنے ملاحوں سمیت غرقاب ہوگیا۔ تصادم کے بعد تیل والے جہاز کو آگ لگ گئی۔ جس کے شعلوں نے "فیرفیکس" کو بھی گھیر لیا۔ بہت سے مسافر جانیں بچانے کے لئے سمندر میں کود پڑے۔ لیکن ان میں سے اٹھارہ اشخاص سطح بحر پر جلتے ہوئے تیل میں جل کر مر گئے؛

—— ٹوکیو۔ ۱۱ رجون۔ امیر البحر جاپان نے استعفار دیدیا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ آپ کو لندن کے بحری عہد نامہ سے شدید اختلاف ہے۔

—— لندن۔ ۱۰ رجون۔ مانچسٹر کی ایک تجارتی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ سوت اور کپڑے کا بازار بہت گر گیا ہے۔

—— لندن۔ ۹ رجون۔ پولینڈ کے ایک ملاح نے جرمن وزیر پر ریوالور سے فائر کرکے اسے ہلاک کر دیا۔ پولیس کے دریافت کرنے پر قاتل نے کہا۔ کہ میں دو سال پاگل خانہ میں رہا ہوں۔ لوگ مجھے بلاوجہ پاگل سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک بڑے آدمی کو قتل کرکے میں نے اس بات کا ثبوت بہم پہونچایا ہے کہ میں پاگل نہیں ہوں۔ کیونکہ کم از کم اس بات کا عام چرچا تو ضرور ہو جائیگا؛

—— طہران سے ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت ایران نے چند جرمنی و اطالوی کارخانہ داروں کو چھ جنگی جہاز اور متعدد مسلح کشتیاں تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کے لئے اڑھائی کروڑ تومان کی رقم منظور کی ہے؛

—— لندن۔ ۱۱ رجون۔ سائمن رپورٹ نے جس قدر عوام کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی ہے۔ وہ آج تک کسی سرکاری کتاب کو نصیب نہیں ہوئی؛

—— نیروبی۔ (افریقہ) سے بمبئی کرانیکل کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ مشرقی افریقہ انڈین کانگریس کی انتظامیہ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۲۵ والنٹیروں کا ایک جتھا ہندوستان بھیجا جائے جو موجودہ تحریک میں امداد دے۔ چنانچہ یہ جتھا ممباسہ سے ۷ رجون کو جہاز پر سوار ہوگا۔ اور ۵ رجولائی کو بمبئی پہونچ جائیگا؛

—— وزیر تعلیم ایران نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس سال ایران سے ۱۵۰ طلبا امریکہ اور یورپ میں اس غرض سے بھیجے جائینگے۔ کہ وہاں سے انڈسٹریز ریلوے اور کانوں اور انجنیرنگ وغیرہ کا کام سیکھ آئیں؛